2

مقابلہ و مسابقت کی رُوح

(فرمودہ ۲۱ ر جنوری ۱۹۲۱ء)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا۔

تمام دنیا میں ہم دیکھ رہے ہیں۔ کہ ایک دوڑ ہو رہی ہے۔ ہر شخص اپنے اپنے رنگ میں بڑھنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔ مدرسہ کے طالب علم بھائی بھائی ہوں۔ لیکن دونوں کی کوشش ہوگی۔ کہ میں اچھا پڑھ کر سناؤں۔ اور اچھے نمبر پاؤں۔ ادب ہوگا۔ لحاظ ہوگا۔ مگر اس مقابلہ میں ایک بھائی دوسرے کا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔ جہاں فائدہ کا سوال ہوگا۔ وہاں قربانی کرے گا مگر مقابلہ میں ایک انچ پیچھے نہیں ہٹے گا۔

پڑھائی کو چھوڑ کر کھیل میں دیکھتے ہیں۔ اس میں بھی یہی رنگ نظر آتا ہے۔ اس وقت ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ بچے نہیں بادشاہ ہیں۔ اور ان کے سامنے کھیل کا نہیں موت و حیات کا سوال ہے۔ ایک کو ٹھوکر لگتی ہے۔ وہ گرتا ہے۔ تو اس کی پارٹی کے پکارتے ہیں کہ پروا نہ کرنا۔ شاباش بڑھے چلو فٹ بال کھیلتے ہیں۔ گرتے ہیں۔ بعض کی ہڈیاں ٹوٹ جاتی ہیں۔ ہاکی کھیلنے میں دانت آنکھ ضائع ہو جاتے ہیں۔ ایسی حالت میں جن کو چوٹ آتی ہے۔ وہ پروا نہیں کرتے۔ نہ اردگرد والے پروا کرتے ہیں۔

پھر ہم اقوام کے مقابلہ کو دیکھتے ہیں ان میں بھی عجیب رنگ نظر آتا ہے یہ ارائیں انجمن ہے۔ یہ سیدوں کی ہے۔ یہ مغلوں کی ہے اور ہر ایک کی کوشش ہوتی ہے کہ بڑھ جائیں۔ کوئی خیال نہیں کرتا کہ ہم سب آدمی ہیں۔ بلکہ اس جھوٹے فرق کی خاطر کہ یہ سید ہیں۔ یہ مغل ہیں۔ یہ پٹھان ہیں یہ راجپوت ہیں اور یہ فرق ایک نمائشی فرق ہوتا ہے۔ جس کے لئے طاقت خرچ کرتے ہیں۔ اور یہ محض نمائشی بات ہوتی ہے۔

ایک ہی سکول کے لڑکوں کو ہم دیکھتے ہیں۔ آپس میں میچ کھیلتے ہیں تو مقابلہ میں ان کی دشمنوں کی طرح سانس پھولتی ہے۔ دم اکھڑ جاتا ہے۔ اور ایک دوسرے کو شکست دینے پر تلے ہوئے ہوتے

ہیں۔ مگر جب کھیل ختم ہو جاتا ہے تو وہی لڑکے آپس میں باہیں ڈال کر چل پڑتے ہیں سارا جوش رفع ہو جاتا ہے کیونکہ یہ سب کچھ ایک بناوٹی مقابلہ کے لئے تھا۔ اگر کوئی شخص ایسا ہو۔ جس نے پہلے یہ نظارہ نہ دیکھا ہو۔ تو جب وہ انہی لڑکوں کو کھیل کے میدان میں دیکھے گا تو خیال کرے گا کہ یہ آپس میں دشمن ہیں۔ اور پھر جب کھیل کے بعد ان کو دیکھے گا کہ وہی لڑکے آپس میں بھائیوں کی طرح جا رہے ہیں۔ تو وہ یہ نظارہ دیکھ کر حیران رہ جائے گا۔ اسی طرح جب ایک ناواقف شخص سید' شیخ' مغل' پٹھان' راجپوت وغیرہ اقوام میں مقابلہ دیکھے گا۔ تو وہ ضرور حیران ہوگا۔ کہ یہ ایک سے لوگ ہیں۔ ان کے کان آنکھ ناک سب ایک طرح کے ہیں۔ مگر ان میں یہ تقسیمیں کیوں ہیں۔ اور ان کے دائرے محدود کیوں ہیں۔ اور یہ کیوں سب کے فائدہ کا خیال نہیں کرتے۔

یہ روح مقابلہ کی اللہ تعالٰی نے اس لئے رکھی تھی۔ کہ جہاں سچا فرق ہے۔ وہاں کیا کرنا چاہیئے ایک خدا پرست ہے۔ وہ سکول میں دیکھے۔ کہ بھائی سے بھائی پڑھائی میں بڑھنا چاہتا ہے۔ اور فیلڈ میں ایک ہی سکول کی دو ٹیمیں ہیں۔ مگر وہ ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی فکر میں ہیں۔ پھر قوموں کو دیکھے۔ کہ ہر ایک قوم دوسری قوم کے مقابلہ میں اپنے فوائد کو مقدم کر رہی ہے۔ اس وقت اس کو معلوم ہوگا۔ کہ سب سے جھوٹا تیرا ہی نفس ہے۔ یہ جو کچھ فرق تھا جھوٹا اور نمائشی تھا۔ مگر اس کے لئے اتنی جدوجہد ہو رہی ہے۔ مگر تجھ میں اور غیر (جو خدا پرست نہیں) میں سچا فرق ہے۔ مگر تو آرام سے گھر میں بیٹھا ہوا ہے۔ اور وہ جھوٹے اور نمائشی فرق کے لئے لڑ رہے ہیں۔

یہ روح توجہ کے لئے پیدا ہوئی تھی۔ کہ اس مقابلہ کی روح سے اصلی مقابلہ میں سبق لیں۔ اور اس میں جوش و خروش اور جدوجہد سے کام لیں۔ جھوٹے مقابلہ میں تو کس جوش سے کام کیا جاتا ہے۔ اور سچے میں ہتھیار ڈال دیئے جاتے ہیں جھوٹی آگ بجھاتے ہیں۔ اور حقیقی آگ کے لئے ایک ڈول تک پانی کا نہیں ڈالتے۔ یہ ایک عجیب بات نظر آتی ہے اصل مقابلہ کی بات میں سستی دکھاتے ہیں۔ اور جہاں مقابلہ اصلی انہیں وہاں خوب جوش و خروش سے کام کرتے ہیں۔ جہاں لڑائی کی ضرورت ہے۔ وہاں خاموش ہیں۔ جہاں ضرورت نہیں وہاں لڑتے ہیں۔

یہ مقابلہ اصل مقابلہ کے لئے بطور تحریک۔ تحریص اور تحریض کے تھا۔ مگر اسی کو اصل بنا لیا اور اصل کو چھوڑ بیٹھے۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے۔ کہ مدرسہ میں پڑھاتے ہوئے تصویر ایک جانور کی دکھاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اس کو ہماری زبان میں اونٹ انگریزی میں کیمل اور عربی میں جمل کہتے ہیں۔ اب طالب علم بجائے اس کے کہ تصویر سے اتنا ہی کام لیتا۔ جتنا کہ اس سے مقصود تھا۔ وہ تصویر کے نقش و نگار اور رنگوں میں پڑ جاتا ہے۔ اور یہ بھول جاتا ہے۔ کہ یہ اونٹ تھا یا بلی۔ یہی حال جھوٹی ترقی اور کامیابی کا ہے۔ کہ یہ اصل میں اصلی کامیابی کے لئے ہے۔ لیکن اس کے لئے نہ

عمل کی ضرورت سمجھی جاتی ہے نہ حرکت کی۔ اس کے لئے ان میں کوئی جوش نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کے دل برف کے ڈلے ثابت ہوتے ہیں۔ اور ان کی آنکھ نہیں دیکھتی۔ گویا کہ وہ جمادات کی طرح ہو جاتی ہے۔ مگر مومن کی یہ حالت نہیں ہوتی۔ وہ ہر ایک بات میں امتیاز کرتا ہے۔ اور خیال کرتا ہے کہ کہاں مجھ کو لڑنا چاہیئے۔ اور وہاں لڑتا ہے۔ مومن ظالم نہیں ہوتا۔ مومن کے معنی ہی ہوتے ہیں امن میں آیا ہو۔ اور امن میں پہنچانے والا۔ پس امن میں آنے والے غور کریں کہ کیا ان میں حق کی تبلیغ کے لئے وہ جوش و خروش ہے جس کی ضرورت ہے۔ اور ان کے دل میں ایسی تڑپ ہے کہ اس راہ میں جان و مال کو قربان کردیں۔ کیونکہ اصل کامیابی یہی ہے کہ خدا کے لئے ہم ہوں اور ہماری ہر ایک کوشش خدا کے لئے ہو۔

اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق دے۔

(الفضل ۲۷ر جنوری ۱۹۲۱ء)